۷۸۶

اصلی گلدستۂ قوالی

مؤلفہ

جناب چھوٹے مرزا صاحب قوی لکھنوی تلمیذ استاذ زمن

ماہر علم وفن جناب مولانا حافظ محمد برکت اللہ صاحب رضا

لکھنوی فرنگی محلی عم فیضہ الجلی والخفی

حسب فرمائش

جناب محمد حافظ خان صاحب تاجر کتب چوک لکھنؤ

باراول

بماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء مطابق رجب سنہ ۱۳۳۰ھ بصحت تمام وکوشش

مالاکلام باہتمام اضعف عباد اللہ محمد عزت اللہ منیجر مطبع

مطبع آئینہ دین انصاف واقع گولہ گنج لکھنؤ

مختصر فہرست کتب دوکان محمد حافظ خان تاجر کتب چوک بازار لکھنؤ

واضح ہو کہ ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کتب عربی فارسی اردو ناگری و دیگر اشیاء ساخت لکھنؤ مثل چکن و کامدانی وعطر وغیرہ بکفایت روانہ کیے جاتے ہین اور مختصر فہرست کتب درج ذیل ہے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تفسیر کبیر امام رازی	صہ	قطبی مع سعدیہ بحواشی مفیدہ	۶عہ	سدیدی	عناہ	دلچسپ کامل	۱۴
تفسیر جلالین معہ کمالین وغیرہ	للعہ	میر قطبی بتحشیہ جدیدہ	۱۴	شرح اسباب کشوری	عاہ	دلکش کامل	۱۴
تیسیر القاری شرح صحیح بخاری کامل	عہ	مجموعہ منطق	۵	قانونچہ	۵	منصور و موہنا	عہ۴
فتاوی عالمگیری کامل	لعہ	قال اقول	۱۰	میزان الطب فارسی	۵	بدر النساکی مصیبت	۴
فتاوی قاضی خان	صہ	ایساغوجی	۱	مخزن المفردات	۱۲	فلورا اور فلورنڈا	عہ۸
جامع ترمذی	صہ	مجموعہ نحو میر	۲	نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار	عہ۶	دنیس کا سوداگر	۴
مشکوۃ شریف	للعہ	شرح مائۃ عامل [illegible]	۸	شرح فقہ اکبر ملا علی قاری	۱۰	تارا ہر دو حصہ	عاہ۸
ہدایہ کامل بتحشیہ مولانا عبد الحی رح	۵	ہدایۃ النحو	۴	بدائع منظوم	۱۰	کامنی	عاہ۸
شرح وقایہ جلدین اولین	للعہ	کافیہ مع زینی زادہ	عناہ	رسالۃ العلوم	۱۲	پی کہان	۸
شرح وقایہ جلدین آخرین	للعہ	شرح ملا جامی مع حاشیہ عصام	عناہ۸	مجموعہ خطب تصنیف مولانا محمد عبد الحی رح	۱۰	جعفر و عباسہ	عہ۹
حمد اللہ نظامی	عاہ	میبذی بتحشیہ نفیسہ	عاہ	مجموعہ فتاوی تصنیف مولانا محمد عبد الحی رح ہر سہ جلد کامل	عناہ۱۰	کنیز فاطمہ	۶
موطا امام محمد رح	عاہ۸	شرح عقائد نسفی محشی	۱۲	رسالہ غیبت مولانا محمد عبد الحی رح	۶	مہر جبیا	۴
حصن حصین	عہ۸	خیالی معہ حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی	۱۲	نوادر الوصول شرح فصول اکبری	۱۰	ثریا	عہ
[illegible]فیہ شرح سراجیہ	۱۲	مطول محشی تا مقام درس	عہ	فصول اکبری	۴	چنچل کماری	۸
[illegible]ح المفتی والمسائل		حاشیہ میر مطول	عہ۸	دستور المبتدی	۲	فتنہ	عہ
مجمع متفرقات المسائل	۸	نتیجۃ المصلی بتحشیہ جدیدہ	عاہ	مجموعہ پنج گنج و زبدہ	۳	نشتر	عہ
مجموعہ ثلٰثہ رسائل امام الکلام فیما یتعلق بالقراۃ خلف الامام وغیرہ	عہ۱	قدوری بتحشیہ جدیدہ	عہ۴	میزان و منشعب	۲	جوش شباب	۶
مجموعہ میر زاہد ملا جلال	عہ۴	رسائل الارکان	عہ۸	مجموعہ خمس رسائل آکام		آرزوی دل	۸
مجموعہ میر زاہد رسالہ	عناہ	شرح سلم قاضی مبارک	عناہ	النفائس فی ادار الاذکار		حرم سرا کامل	ے
میر زاہد شرح مواقف معہ حاشیہ	عہ	شرح سلم ملا حسن	عاہ	بلسان القارئین وغیرہ	۸	ملک العزیز ورجنا	عہ۴
وحیدیہ		صغریٰ میر	۱۰	حسن انجلینا	عہ۴	مجموعہ نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۲
مجموعہ حواشی شرح عقائد جلالی	ے	مجموعہ مولانا عبد الغفور	ے	یوسف و نجمہ	۶	الف لیلہ اردو	عہ۴
		نفیسی محشی	عناہ	شہید وفا	عہ	حسینوں کا کھلونا	۴
		بحر الجواہر	عہ			حسینوں کا مذاق	۴
		ورگیش تمدنی	عہ				
		حمیات قانون	عہ				

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل حضرت شمس تبریزی

یا رسول اللہ حبیب خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرتِ حق صدر بدر کائنات
نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی

در شب معراج بودہ جبرئیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سر گنبد خضرا توئی

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزان را پیشوا و رہنمائے ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت تو پیغمبرا
مصطفے و مجتبے و سید اعلے توئی

غزل رضا لکھنوی فرنگی محلی

گئے ہوش و خرد عشق لب جانبخش جانان مین
قیامت ہے ہماری ناؤ ڈوبی آب حیوان مین

اگر مین جا نکلتا ہون خیال قد جانان مین
بگولے سرو کا عالم دکھاتے ہین بیابان مین

یہ چھٹی ہین خونکی پچکاریان گردنسے مقتل مین
اثر ہولی کا پیدا ہو گیا خون شہیدان مین

دکھا کر مانگ کی افشان تری زلفون سے دل چھینا
ٹھگون نے مال لوٹا کیا قیامت ہے چراغان مین

جھڑی اشکو نکی چھوڑیگی گرا کر خانۂ تن کو
ٹکیگا کسطرح یہ قصر بے بنیاد باران مین

نہوں مایوس کیوں احباب مجھ بیمار فرقت سے / جو دیکھی فال نکلا سورۂ یٰسیں قرآن میں
مقدر جسکو کہتے ہیں یہ ہے تقدیر کا لکھا / عدو ہو زیب محفل ہم نہ پہنچیں کوئے جانان میں
تڑپتا لوٹتا آئیگا دیوانہ اگر تیرا / نظر آئینگے چھپتے سیکڑون محشر کے دامان میں
کسی صورت قدم اٹھتا نہیں میدان محشر میں / مدد اے رحمت حق دبگیا ہون بار عصیان میں

حشم لکھنوی
نہ آئی چین لینے میری آنکھوں میں رضا دم بھر / سبک سمجھا ہے مجھکو نیند نے کیا ہجر جانان میں
تلمیذ رضا فرنگی محلی

مرادم گھٹکے مقتل میں تن بسمل سے نکلے گا / فغان منھ سے نہ نکلیگی نہ نالہ دلسے نکلے گا
نہ بوتے تخم الفت ہم کبھی دل میں خبر کیا تھی / کہ یہ کھیتی وہ ہے جسمین ثمر مشکل سے نکلے گا
نہیں آتی قضا مقتل میں خوف تیغ قاتل سے / الٰہی خیر کیونکر دم تن بسمل سے نکلے گا
نگاہ شوق خیرہ ہوگی مجنون صورت موسے / جو عکس روے لیلے پردۂ محمل سے نکلے گا
سنا ہے آج وہ آتے ہیں میرے قتل کرنے کو / اب ارمان اپنے دلکا خنجر قاتل سے نکلے گا

داغ
قیامت جانکر مردے نکل آئینگے قبرون سے / حشم جب آہ کا نعرہ دل بسمل سے نکلے گا
دہلوی

ہمنے انکے سامنے اول تو خنجر رکھدیا / پھر کلیجہ رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا
قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی / سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا
منصفی ہو تو غضب نا منصفی ہو تو ستم / اسنے میرا فیصلہ موقوف محشر رکھدیا
کہتے ہیں بوئے وفا آتی ہے ان پہلوؤں میں آج / دل جو ہمنے لالہ و گل میں ملاکر رکھدیا
زندگی میں پاس سے اکدم نہوتے تھے جدا / قبر میں تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا
حیف خالی ہاتھ خالی کیسہ ڈھونڈا دل اسے / تمنے دل لیکر کہان اے بندہ پرور رکھدیا
شوق بھی ہے وہم بھی ہے کیا کرون اے نامہ بر / کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھدیا

مرزا اچھو بیگ
داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق میں / حال دل کمبخت نے سب انکے منھ پر رکھدیا
عاشق لکھنوی

حسن پہ یونکا سنا کرتے تھے پر کچھ بھی نہیں / دور کی ڈھول سہانی تھی مگر کچھ بھی نہیں

مین نہ مانونگا نہ مانون گا کبھی
دل مجھے ہجر مین سمجھاتا ہے اور دلکو یہ مین
فکر ہستی مین جو مر گئے کہلا بھی تو یہ حال
پشت خط صاف دکھا کر مجھے قاصد نے کہا
کیون مجھے دیکھکے چپ ہو سبب اسکا کیا
ایک سا حال محبت مین ہے اپنا کب سے

ہمسے کیا کچھ ہوا کیا ادن کو خبر کچھ بھی نہین
اور شب ہجر یہ مصیبت ہے سحر کچھ بھی نہین
نقش بر آب تو کچھ بھی ہے بشر کچھ بھی نہین
بس جواب انکا یہی ہے کہ ادہر کچھ بھی نہین
تمتو کہتے تھے محبت مین اثر کچھ بھی نہین
سنتے تھے رنج کی بھی حد ہے مگر کچھ بھی نہین

تلمیذ مفتون
ہمنے دنیا کو جو دیکھا تو کھلا یہ عاشق
بے ہنر خوب ہین سب اہل ہنر کچھ بھی نہین
فرنگی محلی

نظر پھیری جو اسنے غیر کیجانب کہا دلنے
بوقت بادہ نوشی عکس سے مژگان ساقی کے
یہ کسنے میرا دل تلپٹ کیا مین کہہ نہین سکتا
جلے مرتے ہین پروانے ہزارون رشک کے مارے

چھری یہ کاش پھر جاتی کسی عاشق کی گردن پر
سحر ہوتے عجب چھریان چلین شیشے کی گردن پر
مجھے رہ رہ کے شک آتا ہے اوسکی چشم پرفن پر
جلائی کسنے یارب شمع آکر میرے مدفن پر

شمس لکھنوی تلمیذ
نہ چھو زلف سیہ ہرگز پڑین گے جان کے لالے
موا بے موت مفتون ہاتھ ڈالا جسنے ناگن پر
رضا فرنگی محلی

بہار آئی ہے گلشن مین وہی پھر رنگ محفل ہے
آلہی خیر کرنا قتلگہ مین سخت مشکل ہے
سسکتے ہونگے لاکھون سیکڑون بدم پڑے ہونگے
نئی صورت سے میرے قتل کو وہ آج آتے ہین
تماشا دیدنی ہے قتلگہ مین سخت جانی کا
لگائی تیغ منہ پھیر لے چلے یہ بھی نہ فرمایا

کہیجا خندۂ گل ہے کہین شور عنادل ہے
ادہر بارش ہے تیرونکی ادہر زخمی مرا دل ہے
ستم اے قاصد یہی اچھا نشان کوئے قاتل ہے
برہنہ تیغ ہے اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین دل ہے
ادہر مین زیست سے نادم ادہر شرمندہ قاتل ہے
ارے او مرنے والے یہ تو کہہ کیا حسرت دل ہے

وہ رسوائی کو ڈرتا ہے یہان ہے وصل کی خواہش
یہی بس ایک آفت ہے یہی اے شمس مشکل ہے

مومن دہلوی

غیروں پہ کھل نہ جاے کہین راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

اڑتے ہی رنگ رخ مرا نظروں سے تھا نہان
اس مرغ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا

دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا

بدکام کا مآل برا ہے جزا کے بعد
حال سپہر تفرقہ پرداز دیکھنا

کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعویٔ اعجاز دیکھنا

میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
بے طاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا

ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

غزل قلق

سامان عیش و ناز ہے آزار جان مجھے
لایا ہے تیرا شوق کہان سے کہان مجھے

چھپتے ہی میرے ذوق نظر کا اُٹھا حجاب
تڑپا رہا ہے میری نگاہ طپان مجھے

کیون حرص دی کہ ساری عطا نخل ہو گئی
کچھ بھی نہین دیئے جو دیئے دو جہان مجھے

حاشا کہ بت پرست ہی خود صورت آفرین
آخر کو حسن ظن نے کیا بدگمان مجھے

لطف و غضب کے واسطے ہے مشورت ضرور
گر غیر ہے ندیم تو کر رازدان مجھے

صرفہ نہ کچھ اُسے نہ تجھے ظلم مین دریغ
اغیار کا نہ رنج دے اے آسمان مجھے

یہ بھی نکالا جائیگا اس جرم پر ضرور
رکھتا ہے اب نظر مین ترا پاسبان مجھے

ایسا وہ منھ کو موڑ کے سب سے گیا **قلق**
مین آسمان کو دیکتا ہون آسمان سے مجھے

مضطر خیرآبادی

یہ کہو کہ گل کہاں تھے جو حضور کل نہ آئے
مگر اسطرح سے کہنا کہ جبین پہ بل نہ آئے

مجھے جوشش جنون مین جو خیال ہو تو یہ ہے
مرا حال زار سنکر وہ کہین نکل نہ آئے

ادب اے جنون الفت کہ وہ مجھسے کہہ رہے ہین
مری آبرو بچانا کہین اس مین بل نہ آئے

وہ مذاق عشق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو
مری جان مزہ تو جب ہی کہ تجھے بھی کل نہ آئے

نہ ملی جہان مین راحت تو دھیان دلمین آیا
کہ نصیب ہم کسی سے وہین کیون بدل نہ آئے

نہ مرو تم اپنے مضطر کہ یہ بت ہین چند روزہ
تم اسی خدا کو پوجو کہ جسے اجل نہ آئے

شاد لکھنوی

اس زلف گرہ گیر سے تقدیر لڑی ہے
آئی مری اس سال گرہ سخت پڑی ہے

ہم دشت نوردون مین ابھی ذکر ہوا تھا
خوب آگئے خضر عمر تمہاری بھی بڑی ہے

برگشتہ نصیبی مین کہون کیا کہ شب وصل
پچھلے سے جگاتی مجھے سونے کی گھڑی ہے

قائم ہے تری ذکر سے میرا تن حنا کی
کلمے کے سہارے پہ یہ دیوار کھڑی ہے

کیا جانے کوئی نان جوین کا مری رتبہ
اللہ سے چھوٹی ہے پیمبر سے بڑی ہے

تنہا صفت زلف نہیں ابر سیہ پوش
روتی مری ماتم مین سدا منہ کی جھڑی ہے

اے شاد سراپا ہے مرصع غزل اپنی
جو لفظ ہے بیتون مین نگینہ سے جڑی ہے

صبر لکھنوی تلمیذ رضا فرنگی محلی

بزم ماتم مین وہ گل لایا ہے ساتھ اغیار کو
میرے پھولون مین کیا ہی اٹھنے شاخ خار کو

خفتگان خاک اٹھین جانکر آواز صور
گر سنین اوس شوخ پازیب کی جھنکار کو

مانع نظارہ ہے یہ چادر باران اشک
دیکھون مین اے چشم کیونکر بزم مین دلدار کو

دیکھیے کس بیگنہ کا قتل ہے مدنظر
زیب تن کرتا ہے قاتل خنجر خونخوار کو

صبر پھر آنے کو ہے فصل بہاری باغ مین
پھر مرا دل ڈھونڈھتا ہے دشت کوہسار کو

امیر مینائی لکھنوی

خط جو نکلا بوسہ رخسار آسان ہو گیا
کاروان آنے سے ترخ حسن ارزان ہو گیا

کیا ہمارے گھر رہے احتیاج روشنی
سوزِ غم میں کچھ نہ پوچھو جل رہا کا مجھ سے حال
میرے چشم تر سے بھیجتی کار کھتا تھا خیال
دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
اوکماندار اسکو کہتے ہیں ہجوم درد و غم
آسیائے چشم لیلےٰ نے یہ پیسا دشت میں
بوسۂ گیسو پہ اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
تھا مسلماں جب تلک مشتاق کافر تھا وہ بت

چار جگنو جب چمک نکلے چراغاں ہو گیا
جلکے یہ کاغذ ستاروں سے چراغاں ہو گیا
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باراں ہو گیا
جب گلے سے مل گیا خنجر گریباں ہو گیا
تنگیٔ دل سے سمٹ کر تیر پیکاں ہو گیا
بخت مجنوں سرمۂ چشم غزالاں ہو گیا
ایک کافر کے لیے خون مسلماں ہو گیا
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلماں ہو گیا

آتش
نامۂ اعمال ہے جب تک نہیں ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریباں ہو گیا
لکھنوی

وحشی ہیں بوئے گل کی طرح سے جہاں نہیں ہم
سنید ار دے گل نہ ہیں شیدائے قد سرو
نکلی لبوں سے آہ کہ گردوں نشانہ تھا
آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
ہمت میں غنا سبب ذکر خیر ہے
ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے

نکلے تو پھر کے آگئے نہ اپنے مکاں نہیں ہم
صیاد کے شکار ہیں اس بوستاں نہیں ہم
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کماں نہیں ہم
شب کاٹتے ہیں جاگ کے مرغ سحر کا نہیں ہم
مُردوں کا نام سنتے ہیں ہم داستاں نہیں ہم
اب بادشاہ وقت ہیں اپنے مکاں نہیں ہم

خلیل
آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دیں دہان میں ہم
لکھنوی

پیری میں سلک دنداں کہتی ہیں یہ دہن میں
فصل بہار گل میں دونوں طرب فزا ہیں
ہنس ہنس کے عکس دنداں وہ شوخ اگر دکھائے
عشق مژہ نے مجھکو ایسا سکھا دیا ہے
کرتے ہیں عشق بازی معشوق نوجواں سے

بھاگڑ کا وقت آیا ہلچل ہے اب وطن میں
بلبل ترا ترانہ میری غزل چمن میں
جل جل کے آبلے ہوں خود سیب کے دہن میں
کانٹے ہیں مثل ماہی سب پسلیاں بدن میں
جمتا ہے رنگ اپنا اکثر ترے چمن میں

اہل عدم عدم میں سر پیٹتے ہیں اپنا
رویا جب انکے آگے شوخی سے بول اٹھے وہ
ہر دل عزیز اگر وہ ہوتے نہ ابتدا سے

غربت میں جب سے ہوں میں گھر اسکو وطن میں
برسات آگئی ہے جھولا پڑے چمن میں
پڑتے کبھی نہ جھگڑے یہ شیخ و برہمن میں

ناسخ

آشنا نہ ہل چلو تم پچھتاؤ گے خبردار
وہ اب خلیل یکتا ہے دلبری کے فن میں

لکھنوی

ٹھکانا کہاں ہے کدھر جائے گی
دوپٹے سے کیوں منھ چھپاتے ہیں آپ
عدم کی حقیقت کھلے گی تمام
چھری سی چلے گی جگر پر مرے
نکلکر رہا ضعف سے لب پہ دم
دل مضطرب پر وہ رکھتے ہیں ہاتھ

شب غم مری کیسکے گھر جائے گی
نظر تار ہو کر بکھر جائے گی
تری زلف جیسے تا کمر جائے گی
تری خیر پر جب نظر جائے گی
عدم تک ہماری خبر جائے گی
غضب ہے طبیعت ٹھہر جائے گی

شمشاد

اگر صبح محشر پہ ٹھہرا ہے وصل
شب ہجر ناسخ کدھر جائے گی

لکھنوی

خار حسرت دل میں لیکر اٹھے بزم یار سے
ہائے اس کا یک بیک کہنا ادا سے پیار سے
انکی آنکھوں میں ہیں انداز ادا مستی و ناز
کوئی اسکو سجدہ سمجھے یا علاج درد سر
پڑ گئے دل پر تمنائے ہم آغوشی میں داغ
ہمکو زنداں سے جو وحشت سوئے صحرا لے چلی
ہائے کیا اندھیر ہے کیسی یہ چہرہ کی چمک
واہ دیوانہ مجنوں و شیدا ہر ذرہ گرد
وصل سے بھڑکاتے کیوں ہم آتش دل اور بھی

یہ وہ کانٹے ہیں جنہیں لائے ہیں ہم گلزار سے
آج مجھکو تم نظر آتے ہو کچھ بیزار سے
نقد دل ہم ہار بیٹھے ہیں انہیں دو چار سے
اٹھوا اٹھنے کا نہیں یہ آستان یار سے
یا گرے ہیں پھول کچھ تیرے گلے کے ہار سے
وقت رخصت انکے ہم روئے در و دیوار سے
سامنے ہوتے ہی پھر محشر وہ سب بیدار سے
یہ لقب مجھکو ملے ہیں عشق کی سرکار سے
کیا خبر تھی یہ مرض بڑھ جائیگا تیمار سے

خلد میں جسکی مسیحائی کی قائل حور عین

داغ	عشق ہے شمشاد کو اس سایۂ گیسو سے پیار	دہلوی

فلک دیتا ہے جنکو عیش انکو غم بھی ہوتے ہین	جہان بجتے ہین نقارے وہان ماتم بھی ہوتے ہین
گلے شکوے کہان تک ہونگے آدھی رات تو گذری	پریشان تم بھی ہوتے ہو پریشان ہم بھی ہوتے ہین
جو رکھے چارہ گر کافور دونی آگ لگ جائے	کہین یہ زخم دل شرمندۂ مرہم بھی ہوتے ہین
وہ آنکھین سامری فن ہین وہ لب عیسیٰ نفس دیکھو	مجھی پر سحر ہوتے ہین مجھی پر دم بھی ہوتے ہین
بظاہر ربط رکھا ہین اور دل مین بیگانگی سے	تمہارے کوچے مین جو جاتا ہے اسکے ہم بھی ہوتے ہین
ہمارے آنسوؤن کی آبداری دریا کو بھی ہے	گہر ہون یاد لے کر لالۂ گلشن گوہر شبنم بھی ہوتے ہین

حبیب لکھنوی	کہیگا وعدۂ دیدار تو اے داغ جنت مین مگر یہ دیکھیے دل شاد اس دن ہم بھی ہوتے ہین	فرنگی محلی

دن رات جبکہ در پہ جان آستان رہے	پروردگار پھر کوئی جاکر کہان رہے
یان یہ وفا کرا دے نہ کی جان تک عزیز	وان یہ ستم کہ اسپہ بھی وہ بدگمان رہے
دل مین تمہارے گھر کیا اللہ رے جذب عشق	نالے ہمارے دیکھیے جاکر کہان رہے
تیرے کمال کی ہے جھلک انکے حسن مین	یارب ترقیون پہ جمال بتان رہے
پیری مین شوق وصل حسینان کہان رہا	لطف شباب اوٹھاتے تھے جبتک جوان رہے
وہ سخت جان ہین ہم کہ اوٹھایا کیے ستم	کیا کیا نہ ظلم ہمپہ ترے آسمان رہے

صبا	تب لطف ہے زبان کا حبیب سخن شناس ہر بیت مین امیر کا طرز بیان رہے	لکھنوی

آیا جو موسم گل تو یہ حساب ہوگا	ہم ہونگے یار ہوگا جام شراب ہوگا
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا
وہ رند خلق ہون مین گر ڈوب کر مرونگا	مردہ مرا وہان سے بردوش حباب ہوگا
وہ رند ہون مین زاہد آنے دے حشر کا دن	اس روز بھی یہ بندہ مست شراب ہوگا
اے چرخ پیر اتنا تو یہ حال ہے ستم کا	کیا ہوگا جن دلون مین تیرا شباب ہوگا
ایمان تم صبا کا اس وقت دیکھ لینا	آنکھون مین دم لبون پر یا بوتراب ہوگا

رضا لکھنوی فرنگی محلی

میرے دل مین کیون خیال کوچۂ دلبر نہو
بلبل آوارہ کو یاد چمن کیونکر نہو

دل بتان دہر کی توقیر کا خوگر نہو
خانۂ کعبہ مین باعظمت اگر پتھر نہو

وعدے پر آئینگے وہ ایدل ٹہر مضطر نہو
برق تابندہ نہ بن آپے سے تو باہر نہو

دیکھ او قاتل لہو سے میرے تر خنجر نہو
نازکی ہے بار خون اٹھنا کہین دوبھر نہو

زلف ہی لپٹی یہ مائل قد [illegible] ہی کی طرف
اب تہ و بالا زمانہ کیون مرے دلبر نہو

ہجر کے آلام سے چھوٹون یہ قسمت مین نہین
موت بھی آئیگا گر وعدہ کرے باور نہو

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے دل فراق یار مین
منتشر اے وصل یہ گنجینۂ ابتر نہو

شر نکالا ہے نرالا کہتا ہے قاتل مرا
زندۂ جاوید ہے وہ جسم جس پر سر نہو

اوڑ سکین برسات مین کسطرح جگنو بیشمار
جوش گریہ مین شرر افشان جو دل اکثر نہو

عارض تابان سے ہوتا ہے اسی کسب ضیا
شب چراغ اکدن تمہارے کان کا گوہر نہو

خون کا پیاسا ہے تو اور خون ہی مجھ مین نہین
چیر کر دل دیکھ لے قاتل اگر باور نہو

میرے دکھلانے کو اٹھے ہو جو قتل غیر پر
تیغ لو وہ ہاتھ مین جسمین ذرا جوہر نہو

مرتے ہی دیدار جانان ہو میسر بالیقین
بیچ مین حائل اگر یہ پردۂ محشر نہو

قتل ہی پر میرے گر ہٹ ہی تو آمادہ ہون مین
روز کا جھگڑا مٹے تن پر بلا سے سر نہو

تیرتا ہے [illegible] بحر غم مین دل مرا
کسطرح ڈوبے وہ کشتی جسمین کچھ لنگر نہو

قلب مومن آئنہ ہے ذات مومن کا رضا
دیکھ کر حیران اسے کیون عقل اسکندر نہو

غزل گویا ملیح آبادی

دعائین مانگی ہین مدتون تک جھکا کے سر ہاتھ اٹھا اٹھا کر
ہوا ہون شب مین بتون کا بندہ خدا خدا کر خدا خدا کر
دکھایا وحدت نے اپنا جلوہ دوئی کا پردہ اٹھا اٹھا کر

گردن میں سجدہ بتوں کے آگے تو اے برہمن خدا خدا کر

کبھی مرے دلسے کرتی ہیں بل کبھی پیشانی سے ہیں الجھتی
غضب کہ زلفوں کو تو نے ظالم بگاڑا ہے سر چڑہا چڑہا کر

گناہ کرتا ہے بر ملا تو کسی سے کرتا نہیں حیا تو
خدا کو کیا منہ دکہائے گا تو ذرا تو اے بیحیا حیا کر

کیا ہے پوشیدہ عشق ہمنے کسی سے درپردہ ہے محبت
پڑے ہوے بستر الم پہ جو روتے ہیں منہ چہپا چہپا کر

ترا سا قد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت نہیں سکی پہر
اگرچہ صانع نے لاکہوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر

گئی ہے گویا شب جوانی اب آن پہونچی ہے صبح پیری
بہت ننی کی تو نے بت پرستی بس اب تو دو دن خدا خدا کر

غزل نعتیہ

ہند والے انہیں مکی مدنی کہتے ہیں
خلد والے انہیں سرو چمنی کہتے ہیں

اک اشارے سے کیا چاند کا دل دو ٹکڑے
عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں

پوچھا جو روز نے حضور آپکا دولتخانہ
ہنس کے بولے ہمیں مکی مدنی کہتے ہیں

منزل غم سے تھکا بیٹھا ہوں مجھ بیدرد
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں

عارض گل سے پسینے ہیں یا گل کی خوشبو
جسکو بوئے صفت گل بدنی کہتے ہیں

دیکھو الفت کہ وہ اللہ سے کس پہلو پہ
میرے امت کی نہ خود لشکنی کہتے ہیں

غزل خلیل مانک پوری

ذرا انتا سکھار کھنا ستمگر اپنے پیکان کو
کہ نکلے دل سے جسدم ساتھ لیتا جا ارمان کو

جہان تک ہو سکے گا طول دیتے جائینگے اسکو
ملا لینگے ترے گیسو سے ہم آہ پریشان کو

جگر ہے یا کہ دل کوئی کھنچا آتا ہے پہلو سے
کہو قاتل سے کھینچے اک ذرا تھم تھم کے پیکان کو

نکل جانے پہ آمادہ ہیں دونوں جوش وحشت میں
گریبان کو میں رد کون یا سنبھالوں اپنے داماں کو

بسکہ حیران ہے دست نکلنے کیلیے لیکن
ہوا باغ جنون کی آرہی ہی دل بہلتا ہے
جگر بھی مثل دل تیغ ستم سے چاک کر ڈالا
ادہر دیکھا جو وقت گریہ فوراً تھم گئے آنسو
بہار آئی ہے نکہرے ہین عروسان چمن کیا کیا

ہجوم یاس سے رستہ نہین ملتا ہی ارمان کو
کہلا رہنے دے بخیہ گر در چاک گریبان کو
کہان لیجا کے اب رکہون ہشتگر تیرے ارمان کو
کسی نے سی دیا تار نظر سے چشم گریان کو
جلیل اسوقت چلنا چاہیے سیر گلستان کو

صادق لکھنوی تلمیذ رضا فرنگی محلی

دل پہنسا کر زلف مین خود ہے پشیمانی مجھے
کھینچ کر جب سے دکہلائی ہے تصویر آپکی
جان کا کچھ خوف جانبازان الفت کو نہین
اسکی یکتائی کا دعوے کسطرح باطل کرون
دل مین آتا ہے کہ فوراً زہر کہا لون ہجر مین
وحشت دل لیچلی پہر جانب دشت جنون
کسکا پلیچ شہ کا ہون سودائی جو عالم ہوا

دہر مین خلق خدا کہتی ہے زندانی مجھے
مانتے استاد لیسے ہین بہزاد اور مانی مجھے
آپ دکہلاتے ہین کیون تیغ صفاہانی مجھے
جسکا عالم مین نظر آتا نہین ثانی مجھے
یاد آجاتی ہے جب پوشاک وہ دہانی مجھے
کہدو آئینہ دیکھ غول بیابانی مجھے
اتنو پریان بہی نظر آتی ہین دیوانی مجھے

آتش فرقت سے صادق آبلہ تن ہو گیا
قبر مین رکھنا مین ہون با آسانی مجھے

افضل لکھنوی

ملین ... سے خاک حاصل ہے
نہین کوئی آرائش سے مہلت آپکو لیکن
ترے جور و جفا سے ہمنے جب دیکھا یہی دیکھا
نگہ سے جو دہان دیکھا از خود کہہ نہین سکتا
عدو کی دشمنی جسمین ہو نہین چھپا سینہ ہے
سبب ہے رعب کے کہتے ہین باتین سب اشارون مین
کہان ہین شوخیان انکی ہنسا مین آنکہہ ہی افضل

تری الفت سے جو خالی ہو وہ دل بہی کوئی دل ہے
ہماری داستان غم کبہی سننے کے قابل ہے
کوئی آفت رسیدہ ہے ستم دیدہ کوئی بسمل ہے
اگر پوچھے کوئی مجھ سے کہ کیسا رنگ محفل ہے
نہین ہے دوست کی جسمین جگہ وہ آپکا دل ہے
تمہارے بزم گویا آجکل گونگون کی محفل ہے
حیا کمبخت کا پردہ شب وصلت جو حائل ہے

سعید لکھنوی تلمیذ رضا فرنگی محلی

رشک برق طور شمع محفل جانانہ ہے / ماہ نو ٹوٹا ہوا اوس بزم کا پیمانہ ہے
کفر کا فتوے لگاتا ہے ہر اک میخوار پر / عقل پر پتھر پڑے ہین شیخ کی دیوانہ ہے
جان سے عشاق جاتے ہین خبر لیتے نہین / اس جہان مین کوئی ہوگا تمسا بے پروانہ ہے
ہوش مین آ اب نہ کہہ صحرا نوردی سے غرض / کچھ خیال آبرو تجکو دل دیوانہ ہے
ماہ تابان سے فزون ہے حسن مین جسکے ضیا / اوس چراغ بزم رفعت کا یہ دل پروانہ ہے
رکھ نہ نخوت سے قدم غافل گرانتا تو خیال / آسیائے چرخ نے پیسا اسے جو دانہ ہے
کیون نہ انجمن مین ہو موجود دستو لیل و نہار / مرغ دل اپنا اسیر گیسوئے جانانہ ہے
ہو کے بیخود نشۂ مے سے زمین پر گر پڑے / بس یہی رندونکا ساقی سجدۂ شکرانہ ہے

وان وہ گل مشغول ہے سیر گلستان مین سعید / یان جھلکنے کو ہماری عمر کا پیمانہ ہے

جلال لکھنوی

فرقت مین ایک درد مرا ہمنشین رہا / اٹھ بھی کھڑا ہوا تو نہین کا نہین رہا
اس بت نے ایک سجدہ نہ میرا کیا قبول / ٹیکا کلنک کا مجھے داغ جبین رہا
دل سے نکل گئی کوئی حسرت کہ تن سے جان / دیکھین تو کون پیش دم واپسین رہا
اٹھے جو بزم یار سے تنہا ہم آئے گھر / طاقت کہین حواس کہین دل کہین رہا
غصے مین حسن یار کو سوجھی نئی نئی / گہہ ابرو نپہ بل کبھی چین بر جبین رہا
جا لپٹا خاک ہو کے بھی دامن سے یار کے / کوئے وفا مین چال کوئی مین نہین رہا
دل بھرتے ہی نہین کسی فرقت نصیب کے / کیا اب سپہر دور ترا اب یونہین رہا

دل لیکے مجھسے یار نے یون کہو دیا جلال / دونون جہان مین اس کا ٹھکانا نہین رہا

تجیب لکھنوی فرنگی محلی

کدورت دل معشوق گلعذار ہون مین / ہوا اڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین
ہجوم داغ محبت مین لالہ زار ہون مین / خزان کا خوف نہین جسکو وہ بہار ہون مین
مجھے یہ دیتا ہے تسکین وصل کا ارمان / کہ انکی آنکھون مین اب نیند کا خمار ہون مین

یہ انسے پوچھئے چلتا ہے مجھپہ تیر مژہ
دو سار قلب مین ہون یا جگر کے پار ہوئین

دکھاؤن کیا دم پیری امنگ اے ساقی
کسیکی چشم کا اترا ہوا غبار ہوئین

ابھی مین بیٹھا ہون گرد ملال کیصورت
اوٹھون تو خاطر رنجور کا غبار ہوئین

تسلیم

طفیل آل محمدؐ نجات ہوگی نجیب
سیاہکار اگر اور گناہگار ہون مین

لکھنوی

زور دکھلاتا ہے کیا کیا ضعف جسم زار کا
رنگ اوڑنے کو ترستا ہے مری رخسار کا

دید کے قابل ہے جوبن سبزہ رخسار کا
معجزہ ہے سبز ہونا آگ پر گلزار کا

رات دن یونہین پڑیگی عاشقونکی گر نگاہ
بند ہو جائے گا روزن خود بخود دیوار کا

باعث زینت ہوا سوز جوانی دہر مین
داغ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا

دخت رز کے روبرو کیون لیچلا ساقی مجھے
خون ہوگا گردن مینا پر استغفار کا

دہر مین ظالم ہمیشہ رہتے ہین شادی نصیب
کم نہین ہوتا کبھی خندہ لب سوفار کا

کیا نسیم آہ بلبل نے کھلایا ہے اسے
داغ کی دیتا ہے بو ہر گل مرے گلزار کا

شیخ کا اشک ریا کی کفر سے خالی نہین
رشتہ تسبیح سلیمانی مین ہے زنار کا

مومن

شرط الفت ہے یہی تسلیم بعد حشر بھی
ہاتھ سے دامن نہ چھوٹے احمدؐ مختار کا

دہلوی

دفن جب خاک مین ہم سوختہ ساماں ہونگے
فلس ماہی کی گل شمع شبستاں ہونگے

توکہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے
ہمتو کل خواب عدم مین شب ہجراں ہونگے

ہم نکالین گے سن اے موج ہوا بل تیرا
آنکی زلفو نکے اگر بال پریشاں ہونگے

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجائینگے تصویر جو حیراں ہونگے

منت حضرت عیسےٰ نہ اٹھائینگے کبھی
زندگی کے لیے شرمندۂ احساں ہونگے

چاک پردہ سے یہ غمزے ہین تو اے پردہ نشین
ایک مین کیا کہ سبھی چاک گریباں ہونگے

خواجہ

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلماں ہونگے

وزیر

دہن کیطرح گرین گوشِ سامعان فریاد
دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
فغان وہ سنگ مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
لبھوئین گرنہ جابتک مرا بجھے گی نہ پیاس
خموش نے کیطرح ہون مین دوری لب سے
زبان پہ آتی ہے اب یہ صدا برنگِ نفس
خیال قد مین ہے قد قامت الصلوۃ فغان
رکوع الفت ابرو مین ہے خم قامت

قطعہ

تو خدا نکرے آئے تازبان فریاد
وہ بے دہن کرے باتین مین بزبان فریاد
نکل کے منہ سے بنی شاخ زعفران فریاد
کرنگی یار کے بالے کی مچھلیان فریاد
جو منہ لگا تو گوشِ لومری فغان فریاد
ہوئی ہے برسون مین اپنی ہمزبان فریاد
غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
سجود سر کو ٹپکتا ہے اور اذان فریاد

آتش

وزیر نالے صدا شکست رنگ سے کر
وہ بے دہن ہے کراب تو بھی بے زبان فریاد

لکھنوی

وصل کی شب رنگِ گردون فروغ دیگر ہو گیا
اس بشۂ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خراب ق کی طرح
بوجھ ہے حال کا قاصد سے اٹھنے کا نہین
گوشِ عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا
ترے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرام جان
سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا

شام سے یار اور مین جامے سے باہر ہو گیا
اسقدر لوٹا ہما اسپر کبوتر ہو گیا
جیسے سودے کا ترے سر مین گھر ہو گیا
طول شرحِ شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا
آسمان ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا
استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا
جام چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

قدر

اک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

بلگرامی

رخ کا سودا ہے کفن تک دہجیان ہو جائیگا
ٹانکے ٹوٹین گے تو نکلیگی صدائے الفراق
میرے جلنے سے کھلے گا راز گریہ خلق پر
کیون عبث پھرتا ہے ہم زندون کے سر پر آسمان

چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہو جائے گا
زخم لوے گا تو شور الامان ہو جائے گا
اٹھے گا گھرا سوزشِ دل کا دھوان ہو جائے گا
ٹھوکر اپنا نامیون کا آسمان ہو جائے گا

جو شرزن ہوتا رہے گا تا لحد دریائے خون
تیرے قیدی کو ملے تو پاؤن دھرنیکی جگہ
خود تمہین یہ چاند سا مکھڑا کرے گا بے حجاب

نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائے گا
سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائے گا
منھ پہ جب مارو گے تم چادر مثل کتان ہوجائے گا

ہجر

سر پہ چھین چھین کر بلائین آئینگی خاموش قدر رہ
آہ کھینچو گے تو چھلنی آسمان ہوجائے گا

لکھنوی

خدا کو یاد کر کیون ملتجی ہے کیمیا گر سے
غضب مین جان ہے ہردم دعا کرتا ہون داور سے
مرے پر بھی اثر دیکھا یہ اپنی اشکباری کا
رولایا ہمکو کیا کیا بیوفا نے منھ نہ دکھلایا
مرا قاتل پلائے گا مجھے شربت شہادت کا
جبین یار سے افشان کی دیکھی ذرہ افشانی
نہ گذرے چار دن بھی چین سے اسکی محبت مین

کہ سونا خاک سے ہوتا ہے پیدا لعل پتھر سے
محبت جائے دل سے یہ بلا نکلے مرے گھر سے
بخارات زمین اٹھ اٹھ کے اکثر گوہر برسے
ہماری دیدۂ تر تم بہر دیدار کو ترسے
خبر یہ کون لایا ہے بھرو منھ اسکا شکر سے
خوشی کے پھول جھڑتے ہین چراغ ماہ انور سے
بہت رو دئے بہت پیٹے بہت تڑپا بہت ترسے

غافل

کٹی برسات ہجر اس سال بھی فریاد و شیون مین
خبر ہمکو نہین بادل کدھر آئے کدھر برسے

لکھنوی

بس مردن ارادہ دل مین تھا جو کوئے قاتل کا
غبار دشت مجنون کو بھی لیلے سے محبت تھی
زمین عشق مین ہم دانہائے اشک بوتے ہین
چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے
خونریز اس سے نہ کیجیے گر وہ مانگے جان شیرین بھی
تنزل کا سبب ہے یہ کمال حسن ہی تیرا
نہین ہوتا ہے کاربستہ وا اپنو کیسے دنیا مین
جسے خورشید محشر زاہدان خشک کہتے ہین

لحد مین خوش ہوا مین نام سنکر پہلی منزل کا
بگولا جو اٹھا اوس نے بچھوڑا ساتھ محمل کا
بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا
دہان زخم سے واجب ہی جگر شکر قاتل کا
جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا
کہ لازم آپڑا ہے روز گھٹنا ماہ کامل کا
کہان ناخن نے عقدہ آجتک کھولا انامل کا
سپند سوختہ ہے شعلہ رخسارونکی محفل کا

بس مردن یقین ہے اس سے بھی بوئے وفا آئے

رضا لکھنوی | کوئی عطار غافل عطر کھینچے گرمی گل کا | فرنگی محلی

مے نہو شیشہ نہو مطرب نہو ساغر نہو
کیا بہار زندگی پہلو میں جب دلبر نہو
کسطرح فتراک میں باندھے ہے وہ قاتل بعد قتل
جسطرح جوہر الگ ہوتا نہیں تلوار سے
یوں وہ سودائی نہیں چاک گریباں کی خبر
عمر بھر یادِ دُرِ دندان میں منہ میں گریباں رہا
یہ بھی اک لطف اثر ہے جو ٹوٹے عدو نکا حضور ر
آتا طے والوں سے مل سکتا نہیں میں ضعف سے
عذر کچھ مجکو نہیں قاتل تو بسم اللہ کر
رند بھی حاضر ہیں محفل میں مرمت کے لیے
غار چبھتے ہیں جو تلوؤں میں تو اللہ رے جنون
تذکرے پر حشر کے کہتا ہے وہ کمسن مرا

کچھ نہو ساقی اگر پہلو میں وہ دلبر نہو
کیوں نہ گل قالین شب غم خار سے بدتر نہو
پاؤں پڑنے کر بھی قابل جب ہمارا سر نہو
یوں جدا دل سے خیالِ آبروئے دلبر نہو
آدمی اتنا بھی اپنے جامہ سے باہر نہو
قبر پہ جز دامن شبنم کوئی چادر نہو
آپکا اقرار وصل اور مجکو وہ باور نہو
گرد پائے رہروان کیوں سدِ سکندر نہو
سر یہ حاضر ہے مگر احسان میرے سر نہو
یوں مذمت مے کی اے واعظ سر منبر نہو
میں سمجھتا ہوں کہ یہ فصاد کا نشتر نہو
لطف جب ہی ہم ہوں تم ہو داور محشر نہو

برق | کہتے ہیں آوازے اکثر شعر ویاں جہاں
شمع محفل میں کہیں گویا رضا جلکر نہو | لکھنوی

مرتبہ کوٹھے کا قد بالا سے بالا ہو گیا
بیٹھکر دے لے جہاں غربت میں دریا ہو گیا
شوخی رنگِ گل رخسار اسپر ختم ہے
خط نکلتے ہی ملاقاتیں ہوئیں باہم کی ترک
رات دن رہنے لگا وہ غیرت شمس و قمر
فی الحقیقت وہ بریدہ جو دہوپ کا چاند ہے
بہھروں بھی وہی باقی رہی رونے کی خو
کھیل سمجھا کار دنیائے عالم فانی کو برق

طور کی چوٹی عصائے دست موسے ہو گیا
چار آنسو جب گرے آنکھوں سے چوکا ہو گیا
عکس سے لعل یمن ہیرے کا ٹکڑا ہو گیا
میرا اونکا حکم حاکم سے مچلکا ہو گیا
منزل مہتاب و برج مہر گھرا ہو گیا
چادر مہتاب پر تو سے دوپٹا ہو گیا
جب غبار اپنا اڑا بدلی کا ٹکڑا ہو گیا
آنکھ کو نظارۂ ہستی تماشا ہو گیا

رند لکھنوی

پھینک دونگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پر تو ہے قابو اپنا

بوے گل سے مجھے دھوکا نہ دے اسکی بو کا
چوچلا رہنے دے یاد سحری تو اپنا

رام کس طرح کرے گا کوئی صیاد اسے
اپنے سائے سے بھی رم کرتا ہو آہو اپنا

قصد نخچیر تو گر تیغ تو تو کھینچ اے ترک
آپ کاٹے گا گلا آن کے آہو اپنا

یاد کر کے لب پانخوردہ کی تیرے شرخی
خون دل اپنا پیا ہے کئی چلو اپنا

تا سحر ہجر کی شب ورد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند
شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

ٹھمری دادرہ

آؤ آؤ نگریا ہماری پیا سونی پڑی ہے سیجریا ہماری

اہل وفا کو بھول گئے کس خیال مین
کیا تم بھی پھنس گئے کسی گیسو کے جال مین
بیتی جاتی عمریا ہماری ۔ آؤ آؤ نگریا ہماری ۔

پہلے تو دیدیا اونہین بے آزمائے دل
اب دل ہی دل مین کہتے ہین افسوس ہائے دل
کیون نہ لینی کھبریا ہماری ۔ آؤ آؤ نگریا ہماری ۔

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے
یونہین بیتی عمریا ہماری آؤ آؤ نگریا ہماری ۔

مضطر مرینگے ہم تو اسی اشتیاق مین
رہتا ہے دل ہمارا تمہارے فراق مین
آؤ آؤ نگریا ہماری ۔ پیا سونی پڑی ہے سیجریا ہماری ۔

دادرہ

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

ایسا زلفون کا ہے جال
ہے یون جان کو اک جنجال
جسنے کھینچی دل کی کھال
تیرے بال گھونگر والے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

برسون دلکو غم کھلوائے
عاشق ہوش نہ لینے پائے
لاکھون اسنے تیر چلائے
بانکی چتون کو سمجھائے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

جب سے ہوئی ہے تیری دوری
رنگت رُخ کی ہے کافوری
ایسی حاصل ہے مجبوری
طوفان بنے ہوئے ہین نالے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

تیرے ابرو ہے وہ قاتل
تیری ادا ایسی ہے بسمل
جسنے کیے ہزارون گھائل
جسکے ہین لاکھون متوالے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

مرغ دل ہے اپنا صید
کس صیاد کے ہون پالے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

تیری دید کا ہے مشتاق
تیری یاد مین یہ اشفاق
تیری فرقت ہے اب شاق
کبتک کھائے غم کے بھالے

مزہ دیتے ہین کیا یار تیرے بال گھونگر والے

ترانہ

دل نادان کو ہم سمجھائے جائین گے
ہجر مین جسکے جان چلی ہے
سخت پتھر سے زیادہ ہی ترا دل قاتل
کیسے زخم جگر کے چیر کے دکھائے جائین گے
نہ وہ اہل ستم بلوائے آئین گے
ہوئی آسان نہ جانباز کی مشکل قاتل

اُف رے بیدرد ستم پیشہ جاہل قاتل
نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل

دہن زخم پکارا کیا قاتل قاتل
کسی زخم جگر کے یہ چرکے دکھائے جائیں گے

غزل شاعر

یہ کیسے بال ہیں بکھرے یہ صورت کیون بنی غم کی
تمھارے دشمنوں کو کیا پڑی ہے میرے ماتم کی

خدا جانے تمہیں بھی رحم آتا ہے غریبوں پر
یہان تو آہ کو مہلت نہیں ملتی کوئی دم کی

کہان جاتا ہے تھم تھم کر چلو ایسی ہے کیا جلدی
خدا رکھے تمھیں تم ہو نظر پڑتی ہے عالم کی

مزہ اسمین ہی آتا ہے نمک چھڑکو نمک چھڑکو
قسم لیلو نہیں عادت مرے زخمو نکو مرہم کی

نہ ملیے گا نہ ملیے گا تو کچھ ہم مر نہ جائیں گے
خدا کا شکر ہے پہلے محبت آپ نے کم کی

شکایت کس سے کیجئے ہائے کیا اُلٹا زمانہ ہے
بڑھایا پیار جب ہمنے محبت آپ نے کم کی

کوئی آئینہ ایسا ہو کہ جسمین تو نظر آئے
زمانے بھر کا جھوٹا کیا حقیقت ساغر جم کی

گھٹائیں دیکھ کر بیتاب ہے بیچین ہے شاعر
ترے قربان اے مطرب سنادے کوئی موسم کی

تری ذات پاک ہے اے خدا تری شان جل جلالہ
ترا نام مالک و کبریا تری شان جل جلالہ

یہ زمین بنی وہ فلک بنا یہ بشر بنا وہ ملک بنے
تری لفظ کن کا ظہور تھا تری شان جل جلالہ

جسے چاہے مردہ اُٹھائے تو جسے چاہے زندہ بنائے تو
ترے ہاتھ مین ہے فنا بقا تری شان جل جلالہ

کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بینوا و فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنادیا تری شان جل جلالہ

ہر چمن مین تو ہی تو رنگ و بو ہے زبانِ طوطی کے تو ہی تو
پڑھے ہے کیوں نہ بلبل خوش نوا تری شان جل جلالہ

رضا لکھنوی فرنگی محلی

یہ کافی فخر ہے شاہِ عرب کو یاد کرتے ہین
بلا سے زندگی ہم ہند مین برباد کرتے ہین

جو انکی دیدہ جا کر ہم کبھی فریاد کرتے ہین
تو ہنسکر کہتے ہین پوچھو تو کسکو یاد کرتے ہین

جھکی ہین گردنین مقتل مین سناٹے کا عالم ہے
جدا کس کس کا دیکھین تن سے سر جلاد کرتے ہین

تجھے گھٹ گھٹ کے مرنا تھا یہ تیشہ مارنا کیسا
یہ بے صبری کہیں عشاق اے فرہاد کرتے ہیں

نہ آئیں آپ پر مشکل ہے نہ کیسے ہم نہ آئینگے
وہ پورا ہو کر رہتا ہے جو آپ ارشاد کرتے ہیں

تلے بیٹھے تھے وہ جانے یہ رو کلو ردے اٹھکر
جو اپنے ہوتے ہیں وہ اسطرح امداد کرتے ہیں

نہیں معلوم کیا واللہ اعلم ہونے والا ہے
خلاف وضع ہم کیوں نالہ و فریاد کرتے ہیں

حیات خضر لیکر ایڑیاں رگڑیں غرض کیا ہے
ہم اپنی جان نذر خنجر جلاد کرتے ہیں

شب تنہائی ہے فرم آتی ہو خود ہی سمجھ لیجئے
کہوں کیا حضرت دل جیسے کیا ارشاد کرتے ہیں

وہ مہمان ہوتے ہیں میرے تو فرط رشک سے برسوں
عدو انسے ادا رسم مبارکباد کرتے ہیں

رضا خواہش ہے اپنی فتح ہو سلطان کو حاصل
دعا کو ہاتھ اٹھاتے ہیں طلب امداد کرتے ہیں

غزل نعتیہ

صاحب آیۂ دنی صل علےٰ محمدؐ
سیدنا شفیعنا صل علےٰ محمدؐ

عالم افصح اللسان مخبر صادق البیان
باعث ہستی جہان صل علےٰ محمدؐ

گلبن باغ قل کفی سرو ریاض ہل اتی
سالک مسلک رضا صل علےٰ محمدؐ

قدرت آدمی نہیں نعت بھی کرے ادا
جبکہ کہے یہ خود خدا صل علےٰ محمدؐ

حوریں بھی کیوں نہ غش کریں ایک نظر جو دیکھ لیں
جلوۂ حسن آپکا صل علےٰ محمدؐ

جسنے کہ دیکھا آپکو دیکھ کے بس یہی کہا
ایسا ہوا نہ ہووے گا صل علےٰ محمدؐ

غزل مسلسل

کہوں کیا رتبۂ اعلےٰ علاء الدین صابر کا
جسے دیکھو ہے متوالا علاء الدین صابر کا

چلو اے تشنگان معرفت سیراب ہو جاؤ
رواں ہے فیض کا دریا علاء الدین صابر کا

جسے پینا ہو پی لے جام مے پیران کلیر سے
عجب چشمہ ہے رحمت کا علاء الدین صابر کا

ہمارا کعبۂ مقصد ہمارا کعبۂ ایمان
یہی روضہ یہی روضہ علاء الدین صابر کا

تصدق اپنے مرشد کے کہ جسنے ہمکو دکھلایا
جمال چہرۂ اعلےٰ علاء الدین صابر کا

کوئی کچھ ہی کہے لیکن غلام خاص ہوں قسمل

علاء الدین صابر کا علاء الدین صابر کا

ٹھمری نعتیہ

کیا ہمسے پیا کمسنی بہی کیون درس دکھانا بھول گئے

جب روپ دکھا کے من کو لیو وہ پچھلا زمانا بھول گئے

یہ برہا اگن نے پھونک دیا سب تن جلکر راکھ بھبھوت

بھڑکا کے پیت کی آگ سجن افسوس بجھانا بھول گئے

کیا ہمکو خبر تھی آکی پیا یون بیرہی ہوگے چتون لیکے چھپیا

وہ سنگ کا ملنا جات رہو سپنے مین بھی آنا بھول گئے

تم نیہہ لگاکے دور رہے یان غمسے پران ہر یہ جیونت رہے

جا دیس عرب مین ایسے بسے سب ملنا ملانا بھول گئے

لے بیتو سجن مین مر ہی گیا کچھ کرنی ہی کرسے ہیر یہی دوا

اب پیت کا دکھڑا بیچ پڑا تم دادو بلانا بھول گئے

اس پیت مین جو کچھ بیتی کیا تمسے کہون یثرب داسی

تھی آس یہ آکے مرون تم مجکو بلانا بھول گئے

تورے دیس کی من کو دھن ہے لگی اب لگتا نہیں ہے جی ہند مین چھپا

دل رین او دن ہی دہنو لگی ہم چین کا پانا بھول گئے

کیا تمسے کہون یا سرور دین تم ہر دم بیت گئی ہی نہین

جب کس بل تن کا جاتا رہا ہم شور مچانا بھول گئے

سونا ہے جن تھین کچھ بہ زیں دنا گھمتا لیہ بیٹھے جب عشق مین آ

سب سدھ بدھ اپنی جات رہی اک شعر بنانا بھول گئے

غزل اکبر لکھنوی

کہاں لیجاؤں دل دونوں جہانمین سخت مشکل ہے

یہاں پریوں کا مجمع ہے وہاں حوروں کی محفل ہے

الٰہی کیسی کیسی صورتین تو نے بنائی ہین

کہ ہر صورت کلیجہ سے لگا لینے کے قابل ہے

لیلیتے ہی شیشہ کی طرح پتہر پہ دے ٹپکا

تری کہتا رہ گیا ظالم ادا ہی مرا دل ہے

بلائین کیون نہ لے مقتل مین جب جھک کر وہ گردن

کہ بانکی تیغ ہے بانکی ادا ہے بانکا قاتل ہے

جو دل مچلا صنم کو دیکھکر حیرت یہ بولی اٹھی

ٹھہرو بے ادب یہ بزم گستاخی کے قابل ہے

جو دیکھا عکس آئینہ مین اپنا بولے جھنجھلا کر

الٰہی بہشت کون ہے تو سامنے سے کیون مقابل ہے

لگاتا ہے یہ چہرہ کونسا نازک بدن کا فسر

کہ بسم اللہ بسم اللہ شور ہم قاتل ہے

ہری ترت پہ اک ٹھوکر لگائی اور یہ فرمایا
ہزاروں دل مسلکر پاؤں سے جھنجلا کے فرمایا
قیامت آگئی اُٹھ سونیوالے کیسا غافل ہے
تو پہچان تمہارا ان دلوں مین کونسا دل ہے

سوال بوسہ پر کیون مجھ کیان دیتے ہو اکبر کو
فلا تنہر کلام اللہ مین از بہر سائل ہے

دادرہ

آہ مجھے درد جگر نے ستایا - مرا پیارا نہین - دل آرا نہین - آہ کوئی چارہ نہین
ہے خدایا - آہ
فغان مین آہ مین فریاد مین شیون مین نالے مین -
سناؤن درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین
کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین -
جل اُٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین
اہل بیداد ملا دل کا اُستاد ملا - پورا صیاد ملا - سخت جلاد ملا -
سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے اور چرکا دیا جلاد نے جاتے جاتے
آہ ظالم کو رحم نہ آیا - میرا پیارا نہین دل آرا نہین کوئی چارہ نہین -

ٹھمری

واری جاؤن رے سانوریا تو پر وارنا رے
تن من دھن سب تو پر وارون گھر در زر سب تو پہ نثارون -
کٹ بک قاتل بنکر خنجر مارنا -
واری جاؤن رے سانوریا تو پر وارنا رے

ترانہ

جو پیا آسے نا مو سے سوادکہ جائے نا - جیا جائے جیرا سے ستائے ہیا - پیا آئے نا

مجکو معلوم نہ تہا پہلے لگانا دل کا
اب تو مشکل ہے مرے قابو مین آنا دل کا
سکہ پائے نا غم کہائے نا کچہ بہائے کا
میرے پہلو مین ہمیشہ تہا ٹہکانا دل کا
جان لیجاتا ہے کمبخت یہ جانا دل کا
پیا آئے نا مو سے سہا دکہہ جاسے نا

صبر لکھنوی تلمیذ رضا فرنگی محلی

طالب جان مرے پہلو مین مرا دل نکلا
جسکو مین دوست سمجہتا تہا وہ قاتل نکلا
جس جگہہ امن سمجکر مین ذرا جا بیٹھا
میری تقدیر سے وہ بھی در قاتل نکلا
ہو گئی قیس کی خود لیوری تمنا اوسدم
جبگہڑی نجد مین ناقہ کے مقابل نکلا
زلف اوسنے رخ روشن سے ہٹادی جسدم
لوگ سمجہے کہ گہن سے مہ کامل نکلا
آج مریخ کا کیون ہو نہ عمل دنیا مین
قتل عشاق پہ ہے خنجر قاتل نکلا
بوسہ پایا ہے شب وصل بڑی دقت سے
کام آسان جو تہا وہ بھی بمشکل نکلا

کوئی امید رہائی کی نہ تہی صبر سے مجہے
اونکی زلفون سے مقدر مین جو تہا دل نکلا

جوش لکھنوی

ولا اب انکو مرا کچہ خیال ہے کہ نہین
جو پوچہتے ہین طبیعت بحال ہے کہ نہین
بڑہا کے زلف الجہتی ہو تم نہ کہتے تہے
تمہین کہو یہ بلا اب وبال ہے کہ نہین
کل آتے آتے مرے گھر گئے رقیب کے پاس
حضور آپ ہی کہدین یہ چال ہے کہ نہین
جو منطقی کوئی ملتا تو پوچہتے یہ بات
دہان یار مین کچہ قیل و قال ہے کہ نہین
کسی سے بات تمہین اے بتون نہ کرنی تہی
کہو برا ہے خدا یہ کمال ہے کہ نہین
خراب دونون جہان مین ہے مبتلا اوسکا
خدا کا قہر بتون کا جمال ہے کہ نہین
رقیب نے لب نعلین یار کا بوسہ
یہ بات قابل رنج و ملال ہے کہ نہین
جو خوشخرام حسین گالیان سناتے ہین
اب اونسے جوش حزین بول چال ہے کہ نہین

گرچہ سنگین تھا بارِ عشق اے دل
سر پہ اپنے ہمین لیے ہی بنی

تا نہ کھلجائے راز عشق کہین
اشک آخر ہمین پہ ہی بنی

عشق مین کچہ خطا نہ تھی اپنی
اونکو شکوے مگر سنے ہی بنی

لاکھہ کی اُس نے بیوفائی خلیل
ہمکو آخر وفا کیے ہی بنی

میر دہلوی

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے
زمین سخت اور آسمان دور ہے

تمنائے دل کے لیئے جان دی
سلیقہ ہمارا ہی مشہور ہے

ستم مین ہماری قسم ہے تمہین
کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے

ندیکھا کہ بوہو تہنا ہو کبھی
مگر چشم خونبار ناسور ہے

دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج
گرا گریہ شیشہ تو بس چور ہے

کہین جو تسلی ہوا ہو یہ دل
وہی بیقراری بدستور ہے

بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

کیف لکھنوی

جو لائے میکدہ مین اُسکو ثواب ہوگا
کعبے چلا ہے زاہد کیسا خراب ہوگا

بربادی فنا سے خالی نہین جہین بھی
اگروز ذرہ ذرہ یہ آفتاب ہو گا

تا زندگی رہا ہے دانتون کا اُسکے سودا
محشر مین موتیون پر اپنا حنا ہوگا

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے
للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہوگا

احباب دیکھے مٹی روئین گے کیا لحد پہ
دو بول فاتحہ کے پڑھنا عذاب ہوگا

اک آہ سے تو میری بیتاب ہونگے تم
کیسے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہوگا

کیا تاب برق کی ہے جو طور کو جلاتی
سارا فتور تیرا اے بیحجاب ہوگا

بے نشہ ہمکو زاہد کچھ سوجھتا نہین ہے — بتلا دے میکدے کا رستہ ثواب ہوگا

ہے گرم دھوپ سے بھی سایہ مری چمن کا — صیاد میرے خاطر جلکر کباب ہوگا

بے ہوش کل اٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم — پھر آج میکدے مین خانہ خراب ہوگا

غزل مصحفی

کوچے سے ترے دل مجھے جانے نہین دیتا — اسباب سفر یان سے اٹھانے نہین دیتا

ہے رشک فلک کو مرے اوقات پہ یانتک — غم کھاؤن تو غم بھی مجھے کھانے نہین دیتا

شانے نے زبس انکو اجارے مین لیا ہے — زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا

یارب کہ شتاب اسکے اجل سامنے آئے — جو تجکو مرے سامنے آنے نہین دیتا

کہتے ہین کہ پھر فصل گل آئی ہے چمن مین — کیون دست جنون دھوم مچانے نہین دیتا

دشمن ہے یہانتک کہ نسیم اور صبا کو — تربت پہ مری پھول چڑھانے نہین دیتا

اے مصحفی سمجھا تو ہی اس دست جنون کو — مجکو یہ گریبان سلانے نہین دیتا

امیر لکھنوی

وہ ہم نہ تھے جو کسی معرکہ سے ٹل جاتے — اشارہ تیغ کا ہوتا تو سر کے بل جاتے

ترے مریض جو وحشت کی چال چل جاتے — خمیر خاک سے مانند مو نکل جاتے

ذقن سے ہوکے رہا گیسوؤن مین دل پھنستا — اوچھالتا جو کنوان اژدہے نگل جاتے

ہمیشہ ہے کجی پر رہے ترے ابرو — یہ پیچ وہ تھے جنسے کے بل نکل جاتے

کبھی تو تم کو چھیڑ گئی تھی زلف برافشان — اندھیری رات تھی اسمین چراغ جلجاتے

ہزار تیز روی کرتے قافلے والے — ہم آگے صورت بانگ جرس نکل جاتے

وہ عاشق مژہ ہون رشک سے ہوا مین ہلاک — فسونگرونکو جو دیکھا چھری نگل جاتے

پھنسے ہین چاہ زنخدان مین اتو واعظ بھی — جو ہم گرے تو گرے تھے وہی سنبھل جاتے

ہماری توبہ بھی توبہ کوئی اے ساقی — ذرا جو دیکھتے بدلی ابھی بدل جاتے

دکھاتا اتنی تو تاثیر گریۂ یعقوب
دیار مصر مین اندہے کنوین ابل جاتے

چراغ خوب ہوا میرے قبر پہ نہ جلا
ادہر ادہر کے پتنگے غریب جل جاتے

ضرور تجکو توقف تہا اے اجل دو روز
کچہ اور دل مین جو ارمان تہے نکل جاتے

بہار لالۂ و گل لطف سبزۂ و سنبل
مزہ تہا ہم جو گلستان مین آجکل جاتے

زمانہ بہی کسی معشوق کا مزاج ہے کیا
ذرا ابہی دیر نہین ہے ایسے بدل جاتے

جنون جو گوشہ عزلت مین یہ کرم کرتا
ابہی تو نام کے مانند ہم نکل جاتے

فلک نے کہانے کو اتنا تو غم دیا ہوتا
کہ چار روز ہی زندگی کے چل جاتے

اسیر آنکھ دکہاتا اگر ہمین صیاد
قسم تو کیا قفس جسم سے نکل جاتے

غزل سحر

پرتو رخ سے منور گوشوارا ہو گیا
جلوہ گر خورشید کے پہلو مین تارا ہو گیا

اے مہوس دل کو خط شعلہ رو سے عشق ہی
آگ پر قائم یہان بوٹی سے پارا ہو گیا

ہر لب جانبخش ہی سر چشمۂ آب حیات
خال مشکین خضر کی آنکھون کا تارا ہو گیا

جب چڑہی تیوری تری او ترا مژگنہ خو فسے
دل تہ و بالا ہوا حشر آشکارا ہو گیا

رخ دکھا کر زلف مین پہان ہوا دل شوخ نے
دن دہاڑے کیسا اندہیر آشکارا ہو گیا

اڑ چلا دیکہا نگاہ گرم سے جب یار نے
بیقراری سے دل بیتاب پارا ہو گیا

صاف قلعی کہل گئی اس شعلہ رو کے سامنے
آئنہ ایسا جلا کافور پارا ہو گیا

حشر کرتا ہے یہ کہنا آپ کا بالاے بام
لو سوا نیزے پہ سورج آشکارا ہو گیا

دل ہوا ہے جلوہ گاہ یاد تمہ سازادگان
ہے قیامت کعبہ مین داخل نصارا ہو گیا

لو لگی ہے ابتو اس کان صباحت سے سحر
زہرہ جبکے کان کا ہر گوشوارہ ہو گیا

شیفتہ دہلوی

آرام سے ہے کون جہان خراب مین
گل سینہ چاک اور صبا اضطراب مین

سب اس میں محو اور وہ سب سے علیحدہ — آئینہ میں ہے آب نہ آئینہ آب میں

مرنے کے بعد بھی کہیں شاید پتہ لگے — کھویا ہے ہمنے آپ کو عہد شباب میں

وہ قطرہ ہوں کہ موجۂ دریا میں گم ہوا — وہ سایہ ہوں کہ محو ہوا آفتاب میں

توبہ کیے قبول تو گنتی بھی چھوڑ دو — ایسا نہو کہیں پڑے جھگڑا حساب میں

آخر جہان میں شب تاریک بھی تو ہے — اچھا نہ آئیں آپ شب ماہتاب میں

معنے کی فکر چاہیئے صورت سے کیا حصول — کیا فائدہ ہے موج گہر ہے سراب میں

فرصت کہاں کہ اور بھی کچھ کام کیجیے — بازیچہ میں جمع صرف ہے شبانہ شراب میں

اُٹھتی نہ جائے آنکھ جو ساقی سے شیفتہ — ہمکو تو خاک لطف نہ آئے شراب میں

غالب دہلوی

گر نہ اندوہ شب فرقت بیاں ہو جائیگا — بے تکلف داغ مہ مہر دہاں ہو جائیگا

زہرہ گر ایسا ہی شام ہجر میں ہوتا ہے آب — پرتو مہتاب سیل خانماں ہو جائیگا

لے تو لوں سوتے میں اسکے پانو کا بوسہ مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائیگا

دل کو ہم صرف وفا سمجھے تھے کیا معلوم تھا — یعنے یہ پہلے ہی نذر امتحاں ہو جائیگا

سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا — مجھپہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائیگا

گر نگاہ گرم فرماتی رہی تعلیم ضبط — شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائیگا

باغ میں مجھکو نہ لیجا ورنہ میرے حال پر — ہر گل تر ایک چشم خوں فشاں ہو جائیگا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو — اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائیگا